# ادبیات

## غزل

جناب نضا ابن فیضی

قلم بھی حرف بھی لوح و کتاب بھی لے جاؤ
جو سہہ سکو مرے فن کا عذاب بھی لے جاؤ

بھٹکنے دو مرے ماحول کو اندھیروں میں
جہاں سحر ہو وہیں آفتاب بھی لے جاؤ

جزیرۂ مہ و اختر کے جادہ پیماؤ
وہیں پہ اب مری دنیا کے خواب بھی لے جاؤ

پھر اس کے بعد مرا دردِ تشنگی پوچھو
لہو بھی بانٹ لو میرا، شراب بھی لے جاؤ

مرے نفس میں ہے صرف اس کے پیار کی خوشبو
ہواؤ! نکہتِ گل کا جواب بھی لے جاؤ

دیارِ سنگ میں کیا خالی ہاتھ جاؤ گے
یہ زخمِ سر کے سلگتے گلاب بھی لے جاؤ

جنوں سے کم نہیں آشفتگی میں دیوانو!
ہماری دانشِ خانہ خراب بھی لے جاؤ

جہاں محیط ہے ظلمت دمکتے چہروں کی
وہیں یہ دامن و جیب و نقاب بھی لے جاؤ

نہ جانے پیاس کا کب زاویہ بدل جائے
سبو کدوں میں چمکتے سراب بھی لے جاؤ

وہ بزم محشرِ دیدہ وراں سہی، لیکن
وہیں مری نگہِ انتخاب بھی لے جاؤ

صبا اسے بھی کسی شاخ پر سجا دے گی
چمن میں یہ مرا زخمِ شباب بھی لے جاؤ

اک اچھی شے ہے نشاطِ مطالعہ کے لئے
جو پڑھ سکو مرے دل کی کتاب بھی لے جاؤ

بہ قدرِ ذوق نہیں اس کی نغمگی بھی نضا
یہ اک غزل کا شکستہ رباب بھی لے جاؤ